

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

ستائیکس وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 07 اپریل 2016ء بروز جمعرات بمطابق 28 جمادی الثانی 1437 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	04
4	مشترکہ قرارداد نمبر 96 می جانب: جناب نصراللہ خان زیری، آغا سید لیاقت علی، جناب عبدالجید خان اچھزی، جناب منظور احمد خان کاکڑ، جناب ولیم جان برکت، محترمہ سپوزمی اچھزی، محترمہ معصومہ حیات اور محترمہ عارفہ صدیق، ارکین صوبائی اسمبلی۔	مشترکہ قرارداد نمبر 96 می جانب: جناب نصراللہ خان زیری، آغا سید لیاقت علی، جناب عبدالجید خان اچھزی، جناب منظور احمد خان کاکڑ، جناب ولیم جان برکت، محترمہ سپوزمی اچھزی، محترمہ معصومہ حیات اور محترمہ عارفہ صدیق، ارکین صوبائی اسمبلی۔
06		

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان درانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب محمد عظیم داوی
ایڈشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 07 اپریل 2016ء بروز جمعرات بہ طابق 28 جمادی الثانی 1437 ہجری، بوقت شام 04 بجگہ 25 منٹ پر زیر صدارت میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ إِنَّى أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١﴾ مَنْ يُصْرَفُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ طَوْذِلَكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٢﴾ وَإِنْ يَمْسِسُكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ طَ وَإِنْ يَمْسِسُكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣﴾ وَهُوَ الْفَاهِرُ فَوْقَ عِبَادٍ طَ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَيْرُ ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۵ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۸﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے۔ جس پر سے مل گیا وہ عذاب اُس دن تو اُس پر حرم کر دیا اللہ نے یہی ہے بڑی کامیابی۔ اور اگر پہنچاوے تجھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اُس کو دُور کرنے والا نہیں سوائے اُس کے اور اگر تجھ کو پہنچا دے بھلانی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اُسی کا ذرہ ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا۔ وَمَا عَلِمْيَنَا إِلَّا أَبْلَاغٌ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ وقفہ سوالات۔ سردار محمد اختر مینگل صاحب! اپنا سوال نمبر 227 دریافت فرمائیں۔ اچھا! یہ دونوں سوال سردار محمد اختر مینگل صاحب کے ہیں۔ لیکن انکے جوابات موصول نہیں ہوئے ہیں۔ تو میں اگلے سیشن کیلئے انکو defer کرتی ہوں۔ سردار عبدالرحمن کھیتان صاحب! اپنا سوال نمبر 246 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتان: Thank you Madam. سوال نمبر 246۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! آپ کا جواب بھی موصول نہیں ہوا ہے۔ میرے خیال میں جتنے بھی جوابات موصول نہیں ہوئے ہیں۔ چاروں سوالات next session کے لئے defer کرتی ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتان: اسی session میں یا next session میں؟

میڈم اسپیکر: next session کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ابھی تو 9 تاریخ کا ایک ہی اجلاس ہے۔ دیکھ لیتے ہیں اسی میں۔ میرے خیال میں next session کے لئے رکھ لیتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتان: 12 تاریخ کو نہیں ہے اجلاس؟

میڈم اسپیکر: جی ابھی تک تو ہے اسی میں۔

سردار عبدالرحمن کھیتان: نہیں آپ نے جو revise setting کی تھی 12 تاریخ کا بھی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی اس میں بھی۔۔۔۔۔

سردار عبدالرحمن کھیتان: نہیں اگر، میرے خیال میں نہیں دیں گے یا اگلے میں کر دیں۔

میڈم اسپیکر: اگلے سیشن میں کر دیں؟ تاکہ تفصیلی time مل جائے ناں انکو۔ ایک دن میں تو انہیں time ملے گا۔

سردار عبدالرحمن کھیتان: ٹھیک ہے۔ مطلب سردار اختر والا بھی ہے اور ہمارے بھی۔ چاروں کے چاروں کر دیں۔

میڈم اسپیکر: جی چاروں defer کر دیتے ہیں اگلے اجلاس کیلئے۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر حامد خان صاحب، جناب عبدالرحیم زیارت والی صاحب، سردار غلام مصطفیٰ خان ترین صاحب، جناب عبدالجید خان اچکزئی صاحب اور جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائیں؟ رخصتیں منظور ہوئیں۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف کو وہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب جعفر خان مندوخیل صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر جبیب الرحمن محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کراچی جانے کے باعث آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر خالد خان لاگو صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کراچی جانے کے باعث آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولانا عبدالواسع صاحب نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچھزئی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب خان کا کڑ صاحب نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر جان محمد خان جمالی صاحب نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی بنا آج

مورخہ 7 اپریل اور 9 اپریل 2016ء کی نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج مورخہ 7 اپریل 2016 تا تا اختتام سیشن رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 93 پیش کریں۔ چونکہ انہوں نے اپنی request دی ہے کہ وہ آج نہیں آسکتے۔ رخصت کی درخواست گزاری ہے۔ تو محرک کی رخصت کے باعث قرارداد نمبر 93 پیش نہیں ہو سکتی۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: زمرک خان کی بات کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: تو مجھے کہا تھا آپ کو اطلاع کی ہے؟

میڈم اسپیکر: جی، ہمیں اطلاع دی تھی کہ ہماری رخصت ہے۔ تو میں حاضر نہیں ہوں گا۔ تو اس دفعہ پیش نہیں ہوں گے۔ next session میں دیکھ لیں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: مطلب kill کر دیا۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: ٹھیک۔

میڈم اسپیکر: نصراللہ خان زیرے صاحب، آغا سید لیاقت صاحب، عبدالجید خان اچکزئی صاحب، منظور احمد خان کا کڑ صاحب، ولیم جان برکت صاحب، محترمہ سپوزمی اچکزئی صاحبہ، محترمہ معصومہ حیات صاحبہ اور محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترک قرارداد نمبر 96 پیش کریں۔

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میڈم اسپیکر! ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بلوچستان کے عوام کی معیشت کا دار و مدار زراعت اور مال مویشیوں پر مخصر ہے۔ لیکن گزشتہ کئی سالوں سے جاری قحط اور خشک سالی کی وجہ سے صوبے کی زراعت اور مال مویشی تباہی کی دہانے پر پہنچ چکی ہیں۔ اور ساتھ ہی بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے زیریز میں پانی کی سطح انتہائی گرچکی ہے۔ اور ساتھ ہی ہزاروں ٹیوب ویلوں نے رہی ہی کسر بھی پوری کر دی۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ بارشوں کے پانی کے

ضیاع کو روکنے کیلئے کوئٹہ سمیت صوبے کے تمام اضلاع میں چیک ڈیموں اور ڈیلی ایکشن ڈیموں کی تعمیر کیلئے فوری طور پر تفصیلی سروے اور تعمیر کیلئے فنڈ ز فراہم کرے۔ تاکہ صوبے کے زمینداروں میں پائی جانے والی پریشانی اور بے چینی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 96 پیش ہوئی۔ کیا محکمین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر! آپ کو بخوبی علم ہے کہ اس صوبے میں گزشتہ کئی دہائیوں سے خشک سالی کا دور دورہ ہے۔ اور بلوچستان کا دار و مدار یہاں کا وہ زرعی اجناں اور گله بانی کے اوپر ہے۔ بقیتی یہ ہوئی کہ جب سے خشک سالی کا دور آیا ہے تو ہماری زراعت تقریباً ختم ہونے کے قریب ہے۔ پھر ہی سبھی ٹیوب ویلوں نے پوری کر دی۔ اگر اس صوبے میں بجلی پوری ہوتی تو شاید آج پانی کی ایک بوند بھی نہیں ہوتی۔ لیکن خوش قسمتی سمجھ لیں یا بد قسمتی، کہ بجلی چونکہ 6 گھنٹے یا 7 گھنٹے ہے اس صوبے میں۔ تو اس وجہ سے اب زیریز میں پانی کی سطح تو کافی گرچکی ہے اور تھوڑی بہت پانی جوں رہا ہے وہ بھی بجلی کی عنایت سے۔ اس کی کو پوری کرنے کیلئے میڈم اسپیکر! ہمیں بلوچستان میں ڈیموں کی اشد ضرورت ہے۔ ژوب سے لیکر خضدار تک یا تربت تک۔ جہاں بھی، جس جگہ بھی گنجائش ہو، وہاں ڈیلی ایکشن ڈیم تعمیر ہونا چاہیے۔ ڈیلی ایکشن ڈیموں کی تعمیر سے یہ ہوتا ہے کہ زمین کے اندر پانی کی سطح قدرتی طور پر اور ہو جاتی ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب please۔ جی سردار اسلام بن جو صاحب۔

سردار محمد اسلام بن جنوجو (وزیر زراعت و کوآپریٹورز): آپ کے حکم کے مطابق میں ڈاکٹر رفیقہ اور طاہر محمود چلے گئے تھے وہاں۔ لیکن ہمارے جانے سے پہلے وہاں پولیس والوں نے فائرنگ اور آنسو گیس شروع کی۔ تو وہ لوگ ادھر ادھر ہو گئے، ڈاکٹر صاحبان اور ہم واپس آگئے۔ میں نے کہا آپ کی اطلاع کیلئے کھوں۔

میڈم اسپیکر: ok, thank you۔ جی آغاز لیاقت صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: تو اس ضمن میں صوبائی حکومت نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق ہمیں فنڈ زدیے تھے۔ اور اس میں allocate بھی کیا تھا کہ یہ کچھ فنڈ ز جو ہیں وہ اپریلیکیشن سیکٹر میں کہ یہ صرف چھوٹے چھوٹے ڈیلے ایکشن ڈیم تعمیر کیئے جائیں۔ میڈم اسپیکر! یہ جتنے فنڈ ز صوبائی حکومت نے تمام MPA's یا کچھ MPA's کو دیئے تھے۔ وہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہیں۔ اتنا وسیع علاقہ ہے، خشک سالی ہے اور پھر اس صوبے کا سارا دار و مدار ایگر لیکچر اور گله بانی پر ہے۔ ان دونوں کا تعلق پانی سے ہے، بارش سے ہے۔ بارش ہو گی تو

پھر سال آباد ہوگا۔ اور جتنے بھی ہمارے مال مولیشی پالنے والے ہیں۔ چراہ کا ہیں آباد ہوگی مال مولیشی اُسمیں چرا سکیں گے۔ اور اسی طرح جب بارش ہوگی تو اگر ڈیلے ایکشن ڈیز ہونگے۔ بڑے ڈیز ہونگے تو پانی کو روکا جاسکے گا اور جب پانی رکے گا تو یہ زمین کے اندر چارج ہوگا اور پانی کی سطح اوپر آئیگی۔ اور اسکے بعد ہم اس پانی کو کاشت کیلئے کام میں لاسکتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی کیا ہے کہ آج تک صوبائی حکومت تو اپنی sources سے کچھ نہ کچھ کر رہی ہے۔ مرکزی حکومت نے ایک بھی ایسا بڑا پروجیکٹ اس صوبے میں شروع نہیں کیا ہے۔ سوائے ہنگول ڈیم کے یا ایک سکونی ڈیم جو ثوب میں ہے۔ اسکے علاوہ کوئی مخصوص فنڈ اس صوبے کے لیے نہیں رکھا گیا ہے۔ پھر ایک پروجیکٹ شروع کیا گیا dams 100۔ اُن میں سے گزشتہ 5 سالوں میں میرے خیال میں اب تک 10 ڈیز بنے ہوئے ہیں۔ اور وہ بھی اس قابل نہیں ہیں کہ جن میں سے میں نے مذکورہ 2 یا 3 ڈیموں کا ذکر کیا۔ باقی سارے چھوٹے چھوٹے ڈیز ہیں۔ تو موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے صوبائی حکومت کو یہ چاہیے کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ سے یہ تقاضہ کرے کہ چونکہ اٹھا رہویں ترمیم کے بعد ہمارے پاس اتنے فنڈ نہیں ہیں اور فیڈرل گورنمنٹ بھی اسے ignore کرتی ہے کہ وہ یہاں اریگیشن میں بڑی ڈیلپمنٹ کریں۔ اور بڑے بڑے ڈیم تعمیر کریں۔ تو ہمیں اس اسمبلی کے توسط سے فیڈرل گورنمنٹ سے یہ مطالہ کرنا چاہیے کہ جو dams 100 انہوں نے وعدہ کیا ہے اُنکو تو مکمل کیا جائے اُسکے لیے فنڈ زمہیا کیتے جائیں اور بڑے ڈیموں کیلئے ہمیں کسی، جس بھی ذرائع سے ہوں۔ مثلاً اگر اور یخ ٹرین کیلئے یہ لوگ، اس سچی سے پیسے لیجا کر کے وہاں invest کر کے لاہور میں اور یخ ٹرین بناسکتے ہیں تو کیا کوئی کیلئے یا اس صوبے کے باقی ماندہ حصوں کیلئے، پشین کیلئے یا خضدار کیلئے یا یہی کیلئے، ان پڑ ڈیمیں نہیں بناسکتے ہیں؟ تو میری یہ گزارش ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ دانستہ اس صوبے کے اس زرعی مقاصد کیلئے جو ڈیم ہیں اُن کے لئے فنڈ مہینیں کر رہی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ آج کوئی کیا حال ہے۔ ہم ہرنکشن میں ہم ہر جگہ چیف منٹر صاحب۔ ہمارے فیڈرل منٹر جو آتے ہیں۔ واپڈا کا منٹر جو بھی آتا ہے یہی کہتا ہے کہ جی بلوچستان میں کوئی کیلئے پانی کا بندوبست کریں گے۔ کبھی تو وہ کہتے ہیں کہ ہم پٹ فیڈر سے پانی پہپہ کریں گے۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ جی ہم فلاں ڈیم بنائیں گے۔ لیکن یہ سارا کام کاغذ کی حد تک محدود ہیں۔ پیپر سے آگے یہ کام بالکل نہیں بڑھا ہے۔ اگر اسی طرح کام ہوتا رہا اور پیپر زکی حد تک ہوتا رہا تو میرے خیال میں اگر یہی خشک سالی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے مہربانی نہیں کی تو مجھے یہ اُمید ہے کہ ہم بہت جلد کوئی migrate کر کے جس طرف بھی ہو، چاہے سندھ کی طرف ہو یا دوسرا side تو ہے ہی نہیں یا ایک دریائے سندھ ہے، اُسکی طرف یہ ساری آبادی migrate کر کے

چل جائیگی۔

میدم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

آغا سید لیاقت علی: تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ ہاؤس مشترک طور پر یہ قرارداد منظور کرے کہ فیڈرل گورنمنٹ اس صوبے کو فنڈز مہیا کرے۔ اور بڑے بڑے ڈیز کے لئے فوراً سروے شروع کیا جائے اور بڑے ڈیز تعمیر کیئے جائیں۔ شکریہ۔

میدم اسپیکر: جی۔ یا سمین صاحب۔

یاسمن بی بی اہری: شکریہ میدم اسپیکر صاحب۔ بالکل جو قرارداد آغالیافت صاحب نے پیش کی ہے بہت اہم نوعیت کی ہے اسکو ہم بالکل support کرتے ہیں۔ یہاں پھر تھوڑی سی ایک میں وضاحت کروں کیونکہ میں جس اسٹینڈنگ کمیٹی کی چیز پر سن ہوں۔ اس میں اریگنیشن ڈیپارٹمنٹ بھی میرے پاس ہے۔ پچھلے دنوں ہم نے ایک میٹنگ کی تھی۔ اس میں چونکہ یہاں چونکہ قرارداد کے اندر لکھا ہوا ہے کہ فوراً طور پر تفصیلی سروے کیا جائے۔ تو صرف جو محکمین ہیں اُنکی انفارمیشن کیلئے کہ already والڈ بینک کا ایک پروجیکٹ جس میں کہ پورے بلوچستان کا تفصیلی سروے کیا جا رہا ہے۔ اس میں consultants بھی hire کیتے ہوئے ہیں۔ تاکہ وہ feasibility چیک کریں اور دیکھ لیں کہ کہاں کہاں ڈیلیے ایکشن ڈیم اور چیک ڈیز بن سکتے ہیں۔ یہ کام already والڈ بینک کے تعاون سے جو ہمارے صوبے کا ڈیپارٹمنٹ ہے اُس نے شروع کیا ہوا ہے۔

Thank you

میدم اسپیکر: سردار اسلام بزنجو صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتان: میں بولوں پھر انکا concern ہے؟

میدم اسپیکر: وہ پہلے کھڑے ہوئے تھے اس لیئے please

سردار عبدالرحمن کھیتان: نہیں۔ بحثیت منستر پھر اسکا۔ چلو ٹھیک ہے۔

وزیر راعت، کوآپریٹوуз: میدم اسپیکر! جو قرارداد آغا صاحب اور ساتھیوں نے پیش کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم قرارداد ہے۔ اسوقت بلوچستان میں آپ لورالائی سے لیکر خضدار تک جائیں۔ تو ایک ہی مسئلہ ہے لوگ ڈیز مانگتے ہیں۔ کیونکہ پانی نہیں ہے۔ ابھی یہ میرے اپنے خضدار کی میں بات کر رہا ہوں۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکو ارٹر ہسپتال میں دو بورنگ ہم نے لگائے دونوں ناکام ہوئے۔ ہم اُنکو ٹینکروں سے پانی دے رہے ہیں۔ زیریز میں پانی نہیں ہے تو یہ جو ڈیموں کا پروگرام ہے یہ مشرف کے دور میں شروع ہوا 100 dams۔ میں اس

سے پہلے ایریکیشن کا وزیر تھا۔ اُسمیں انہوں نے یہ کیا کہ بیس، بیس ڈیز سال کے وہ ہمیں دے سکتے ہیں۔ اور اُس کیلئے بھی پیسہ روپیٹ کر، بیسیوں دفعہ ہم لوگ اسلام آباد کا چکر لگاتے تھے۔ کبھی تھوڑے پیسے۔ بڑے بڑے ٹھیکیدار اُسمیں نہیں آتے۔ 8، 10، 12 کروڑ روپے ایک ڈیم پر لگت آتی ہے۔ تو اُسمیں اتنی مشکلات سے میرے خیال میں 30 ڈیم ابھی تک بلوجستان میں مکمل ہو چکے ہیں۔ 10 ڈیم پر کام ہو رہا ہے اور ان کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ یہ میرے خیال میں کوارٹر کے بھی پیسے ابھی تک نہیں آئے جو میری اطلاع کے مطابق۔ وزیر کوئی اور ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اہم قرارداد ہے۔ مجھے یاد ہے جب 1990ء میں ہم MPA تھے اس وقت ایریکیشن کا منستر مرحوم عبدالحمید اچنزا تھے۔ مجھے یاد ہے۔ اور اسوقت وہ بیچارہ فرماتے تھے کہ جی مجھے والٹر سپلائی نہیں چاہیے۔ مجھے اسکول نہیں چاہیے۔ مجھے روڈ نہیں چاہیے۔ مجھے ڈیز دیدیں۔ ایسا ایک دن آیا کہ ہم لوگوں کیلئے پینے کا پانی نہیں ہوگا۔ اسکول، روڈ یہ ہمارے کس کام آئیں گے؟ اور آج وہی دن اور ہم لوگ اُس وقت ہنتے تھے کیونکہ اُس وقت ہمارے پاس پانی بہت تھا، والٹریبل ہم لوگوں کا اتنا نہیں گرا ہوا تھا، ہم کہتے تھے یار کمال ہے کہ والٹر سپلائی نہیں مانگتا ہے، روڈ نہیں مانگتا ہے اور ہسپتال نہیں مانگتا ہے، ہم لوگ ڈیم کا تصور بھی نہیں کرتے کیونکہ پانی بے انتہا تھا، ابھی وہ دور آگیا، اب وہی دور آگیا، ہم جاتے ہیں لوگوں کے پاس کہ ڈیم بناؤ ورنہ ایسا دن آیا کہ ہم سب migrate کر کے یہاں سے چلے جائیں گے۔ اور کوئی میں ابھی بھی لوگ پانی ٹینکروں پر پیسے خرچ کر رہے ہیں، کوئی میں پانی نہیں ہے تو اندروں بلوجستان کا کیا حال ہو گا، میں سمجھتا ہوں قرارداد سے کچھ نہیں ہو گا ایسے قراردادیں ہم بہت پاس کر چکے ہیں، کوئی اسمبلی کا ایسا دن نہیں آیا ہے کہ ہم اُس میں تین، چار قرارداد پاس نہیں کرتے ہیں، ان قراردادوں کا فائدہ کیا ہے۔ یہاں ہم لوگ خود باتیں کرتے ہیں اور اپنی باتیں خود سُنتے ہیں، اور یہاں سے اٹھ کے چلے جاتے ہیں ان قراردادوں پر کوئی عمل درآمد نہیں۔ قرارداد پاس کرتے ہیں تو باقاعدہ اس پر کمیٹی بنائی جائے اور وہ جا کر کے فیڈر گورنمنٹ سے بات کریں تاکہ یہ جو قراردادیں یہاں سے ہم پاس کرتے ہیں اُس پر کم از کم 50% عملدرآمد ہوں۔ یا کوئی ایسا بتایا کہ جب اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے ہر روز ایک قرارداد پاس ہوتی ہے۔ یہاں آ کر ہم لوگ بحث کرتے ہیں، ثانیم ضائع کرتے ہیں، فائدہ نہیں ہے جب تک اس پر عملدرآمد نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیز اس وقت بلوجستان کا بالکل ایک burning issue ہے۔ اگر نہیں ہو گیا۔ پانچ یا دس سال کے بعد ہم اس علاقے کے رہنے کے قابل نہیں ہو گئے۔ مہربانی۔

میڈم اسپیکر: سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان صاحب۔ ڈاکٹر صاحب یہ complete کرلوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: شکریہ میڈم اسپیکر! پہلی بات تو میں گزارش کروں گا، سردار کی بات کی میں حمایت کروں گا کہ اس اسمبلی میں قرارداد دیں تو ہم کاغذ کی صورت میں، بولنے کی صورت میں ہم بہت لے آتے ہیں۔ ان قراردادوں پر ہم آپ کے good office سے میں شاید یہ question بھی اگلے سیشن میں put کروں کہ یہ تین سال ہو رہے ہیں ہمارے یہ 11 مئی کو جتنی بھی بلوچستان اسمبلی نے قرارداد دیں پیش کی ہیں، خاص کر کے فیڈرل کے حوالے سے تو ان کا حشر کیا ہوا ہے وہ ردی کی ٹوکری میں گئی ہیں یا ان میں سے کسی پر بھی عمل ہوا ہے یہ میں اگلے سیشن میں آپ کے good office سے question لے تو انگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ انکا تو ہم رونارور ہے ہیں لیکن تین سال ہو گئے ہیں میراہمسایہ بھی ہے اور میرے لئے قابل احترام بھی ہیں، ایریگیشن کے ہمارے منسٹر صاحب لاپتہ ہیں۔ کبھی کبھار ہم ان کے سیکرٹری کی شکل دیکھ لیتے ہیں آپ کے other wise تو سارا الیوان دیکھ رہا ہے کہ شاید منسٹر صاحب good office میں شیر زمان صاحب کے۔ کیلئے شاید ہم تلاش کشیدہ کا اسی الیوان میں پیارے میں ان کو کہہ رہا ہوں بھائیوں کے طرح کہ وہ آئے کیونکہ یہ بہت نازک مسئلہ ہے، جو قرارداد لائے ہیں پشوتوخواہ میپ والے، یہ سارے بلوچستان کا مسئلہ ہے اور ہم اپوزیشن کے طرف سے مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میڈم اسپیکر! میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، پانی کی پوزیشن یہ ہے کہ میں 2013ء کے ایکشن میں ورک کر رہا تھا، interior میں کسی جھوپڑی میں بیٹھے ہوئے تھے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ جہاں سے میری گاڑیاں گزری تھیں کچاڑیک تھا جو گاڑیوں کے ٹاروں سے بنا تھا، آپ یقین کریں میں ذمہ داری سے اور قسمًا کہہ رہا ہوں کہ میرے حلقة کی وہاں کی عورتیں، وہ کٹورا پکڑ کے ٹریک پر بارش کا پانی جمع ہوا تھا وہ مشکلہوں میں ڈال رہی تھیں۔ ہماری پوزیشن یہ ہے میڈم اسپیکر! سردار صاحب جب ایری گیشن کے منسٹر تھے ان کی مہربانی سے انہوں نے بڑی مہربانی کی۔ میں ان کا بہت مشکلہ ہوں میرے علاقے میں بھی ڈیم دیا تھا، لیکن اس کا حشر بھی مرکز نے یہ بنایا ہوا ہے، سردار صاحب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کوئی فنڈ نہیں ہیں اور لڑ رہے ہیں، ٹھیکیدار کبھی ڈی سی اس کو arrest کر کے بند کر رہے ہیں اور کبھی وہ۔ ابھی بھی شاید میرے گھر پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ ٹھیکیدار اتنا قرضدار ہو چکا ہے، میرے خیال میں سردار صاحب کی بات کو second کر یا گے، کہ وہ ڈیزل جن پیپوں سے اٹھایا ہے، گاڑیوں کا کرایہ وہ پورا نہیں کر سکتا ہے آگے further اس ڈیم پر کیا کام کریگا، بنیادی اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ بجلی نہ ہونے کے برابر ہے۔ میڈم اسپیکر! اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ کوئی سے لیکر اندر ورن بلوچستان میں پینے کا پانی اور زرعی زمینوں کا خشک ہونا تو ایک چھوٹا لفظ ہے۔ مطلب تباہی ہے لوگ نقل مکانی

کر کے کہاں چلے جائیں گے کوئی ایسی جگہ ہمیں نظر نہیں آ رہی ہے جب پانی کی کی ہو رہی ہے جو یہ سلسلہ بنائے ہمارے لوگ کہاں نقل مکانی کر کے جائینگے۔ یا تو یہ ہے کہ پنجاب جائیں اور نہروں کے کنارے آباد ہونگے وہاں تو جگہ بہت مشکل سے ملیں گی، تو اس قرارداد کو ہم سمجھتے ہیں کہ متفقہ طور پر پورے ایوان کی consider کر کے اسکو منظور کیا جائے، ہم اس کی بھروسہ پورہ حمایت کرتے ہیں، اور یہ مسئلہ جیسے سردار صاحب نے فرمایا ہے کہ قرارداد کی صورت میں کچھ نہیں ہوگا، قرارداد کی صورت میں میں پھر بڑے افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ آج تک ہم اپنے پاسپورٹ کا سبز حصنا ہوں گا cover، ہم اس کو سبز حصنا سے نیلانہیں کر سکیں مرکز سے نہیں لے سکیں تو یہ اربوں روپے کے پرو جیکشیں ہیں جہاں یہ green, pink, yellow ٹرینیں۔ میڈم اسپیکر! ان پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ thank you very much.

میڈم اسپیکر: شکریہ کھیر ان صاحب۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: میڈم اسپیکر! پچھلے دو ہفتے پہلے سرینما میں وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی پانی کے مسئلے کے حوالے سے کافنس کو اٹینڈ کیا ہے جس میں لاہور، کراچی، اسلام آباد سے جو کنسلنٹ تھے جو آبی ذخائر کے کنسلنٹ تھے جو کوئی نہ اور بلوچستان کے پانی کے حوالے سے ایکسپرٹ سمجھے جاتے تھے وہاں دو دن بہاں آئے، اور انہوں نے جس میں ساؤ تھرن کمائل کے نمائندے بھی شامل تھے۔ huge قسم کی وہ سیمینار تھا۔ اگر اب وہ کاغذات کو نکال کر کے دیکھیں کہ اس پر ہم نے implement کرنے کے ہم نے کیا آرڈر کیے ہیں اس کو ہم نے follow-up کیا ہے۔ اس طرح کی جو قراردادیں آتی اور جاتی رہیں گی۔ تو وہ ایک بہت زبردست پروگرام تھا دو ہفتوں کا سیمینار ہوا تھا میرے خیال میں کافی پارلینمنٹرین وہاں تشریف لائے تھے تو مہربانی کر کے اسکو process کر کے دیکھ لیں کہ اس وقت اس پر ہماری حکومت نے کتنا کام کیا ہے۔ جس میں وزیر اعلیٰ خود تشریف رکھتے تھے۔

میڈم اسپیکر: جی پرس احمد علی صاحب۔

پرس احمد علی احمد زمی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم نوعیت کی قرارداد ہے جس پر اس وقت معزز اراکین نے تبادلہ خیال کیا ہے اور میں سیکنڈ کرتا ہوں ڈاکٹر صاحب کو کہ جنہوں نے ان آبی ذخائر reservoirs کے لئے جو سیمینار ہوا ہے، میری ایک نشست بھی ہوئی تھی قیصر بگالی صاحب سے اور انہوں نے مجھے ایک بڑی دلچسپ بات بتائی کہ کوئی میں جو air-pollution ہے اور باقی جتنے بھی ہمارے شہر ہیں پاکستان کے وہاں water-pollution ہے۔ تو ہذا یہ جو air-born pollution ہے اس کے لئے

تو یہ نہایت ہی اہم ہے کہ ہم یہاں اپنے dams بنائیں reservoirs تاکہ اس سے ایک ہمیں sustainability مل جائے۔ اب جبکہ یہاں dams نہیں بنیں گے اور water reservoir ہم over-all plan کریں گے تو یہ جو air-pollution ہے یہ آہستہ آہستہ ہماری generation کو ہماری آنے والی نسلوں کو contaminate کر دیں گے اور دوسرا اہم بات اس سے جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ہم یہ بھی بات سن رہے تھے کہ solarisation پر بڑا ذرہ ہو رہا ہے کہ اسolar گئے جائیں۔ اچھی بات ہے لیکن recharge سے یہ بھی اہم ہے کہ جب تک پانی ہمیں ہو گا آپ کے ڈیزیز، چیک ڈیزیز نہیں بنیں گے آپ واطر کورپوریٹ کارج نہیں کریں گے یہی سول تو آپ کے جو بچا کچا جو reservoir ہے پانی کا وہ بھی ختم ہو جائے گا اور آپ کے یہ جو اہم reservoirs ہیں یہ ختم ہو جائیں گے۔ تو نہایت ہی اہم نوعیت کی میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد ہے جس میں ان ڈیزیز پروفوکس کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جو اہم ڈیزیز جیسے کہ وندر ڈیم ہے، جس کا سابق صدر نے بھی اسکا افتتاح کیا تھا اس کی feasibility بھی کمپلیٹ ہو چکی ہے ہر لحاظ سے وہ ڈیم مکمل تھا لیکن وہ پھر کھٹائی میں پڑ گیا ہے وہ ڈیم، وندر ڈیم۔ اسی طرح جو پروجیکٹس جو پہلے سے ہو چکے ہیں implement کے tendering process میں وہ تھے ان dams کو کم از کم وہ مکمل ہونا چاہیے اور کوئی جیسا اہم شہر ہے اس کے جو reservoirs ہیں یہ ہمارے آنے والے دنوں میں بہت important ہیں آپ کے future plannings کے لئے۔ کہ آپ water recharge کے لئے سب کا مستقبل وابستہ ہے۔ شکریہ۔

میدم اپسیکر: جی سردار رضا بڑج صاحب منسٹر لاءِ اینڈ پارلیمانی افسرز ہیں۔

سردار رضا محمد بڑج (وزیر قانون و پارلیمانی امور): شکریہ میدم اپسیکر۔ یہ ایک اہم قرارداد ہے میرے خیال میں اس کی تائید ہم سب ہی کرتے ہیں اور کوئی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ پانی کی کیا حیثیت اور اہمیت ہے بلوچستان میں۔ لیکن حقیقتاً اگر ہم دیکھیں تو شاید ہم سے کوتاہیاں ہوئی ہیں ماضی میں۔ اور یہ اس طرح کی کوتاہیاں ہیں کہ ہماری آنے والی نسلیں شاید ہمیں بھی معاف نہیں کریں گی کہ ہم نے جو کوتاہیاں کی ہیں اور انکے شاید پانی ملے گا یا نہیں۔ اب تو بات یہ ہے کہ ہم ایگر یکلچر اور ایگیشن کی اگر ہم بات کرتے ہیں کہ ایگیشن مقاصد کے لئے جو ہم پانی استعمال کر رہے ہیں آیا کہ ہم justified ہیں کہ پیئنے کے پانی کو ہم ایگر یکلچر کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اور ایک بہت خطرناک صورتحال یہ بن رہی ہے کہ شاید ہماری آبادی کا بہت بڑا حصہ

پینے کے پانی سے محروم ہے۔ تو چاہیئے یہ ہم تو یہ چاہ رہے ہیں کہ جو قرارداد میں پیش ہوئی ہیں اس پر ڈاکٹر صاحب نے بھی اور پنس صاحب نے بھی بات کی ہے کہ آغازیافت کی اس قرارداد کو ہم منظور کرتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً کچھ چیزیں جو ٹیکنا لو جیاں ہماری طرف آ رہی ہیں ان ٹیکنا لو جیوں کو ہم نے دیکھنا ہے۔ ہم نے ایک تو سب سے بڑا کام جو کرنا ہے کہ وہ یہی ہے کہ ڈیموں کی حقیقت سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن جو ڈاکٹر صاحب نے بات کی اسی کانفرنس کے حوالے سے پانی کے حوالے سے دو تین چیزیں بڑی خطرناک صورتحال پیش کر رہی تھیں ایک یہ ہے کہ جو پانی ہم نکال رہے ہیں ان سے ایک خلا پیدا ہو رہا ہے زمین کے اور زمین کی جو تہ ہے اُس کے نیچے۔ ہمارا جو خلا ہے اُس میں وہ ڈاکٹر نور محمد صاحب ہیں بڑے اچھے hydrogeologist ہیں۔ وہ بتا رہے تھے کہ اگر خدا غواستہ معمولی سا اگر زلزلہ آیا تو یہ ساری کی ساری زمین ایسے بیٹھ جائے گی اور ہوا بھی ہے یہ کچھ علاقوں میں جو کہ ایک خطرناک صورتحال ہے جس کی ہم پیش کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم چونکہ پہلے بھی ایر ڈائریا اور سب ایر ڈائریا زون میں رہ رہے ہیں۔ اس حوالے سے جو مشکلات ہمیں پیش آ رہی ہیں، ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے ایگر یکلپر کے پیڑن کو اگر آپ چینچ نہیں کرتے تو شاید ڈیز ہمارے کام نہیں آئیں گے۔ ہم نے ایگر یکلپر کے پیڑن کو چینچ کرنا ہے ہم نے crops کے پیڑن کو چینچ کرنا ہے۔ ہم نے اُن کے ماؤنٹ کو چینچ کرنا ہے جس میں ہم کام کر رہے ہیں پہلے ہی سے۔ ہم نے سب سے بڑا کام جو کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو اسی کانفرنس کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں انہوں نے سب سے بڑی بات یہ کی کہ ہمارا جو تقریباً استمرت تج ایریا ہے ایریگیشن کے حوالے سے بھی جب ہم flood-irrigation کرتے ہیں، اور وہاں جہاں اسٹور کرتے ہیں، ہم dams بناتے ہیں 50% سے زیادہ ہمارا پانی evaporate ہو جاتا ہے۔ تو ہمیں چاہیئے کہ ہم redesign کر رہے ہیں اپنے dams کو جہاں ہم storage dams بنارہے ہیں۔ ہم کوش یہ کریں کہ ایگر یکلپر پیڑن کو ہم چینچ کریں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ جب ہم flood-irrigation کرتے ہیں تو ہمارا بہت سارا پانی تیس سے پینتیس، چالیس فیصد پانی جو ہم flood-irrigation کے لئے استعمال کرتے ہیں flood-irrigation کے طریقے سے یا ہمارا جو پرانا طریقہ کا رہے اُس سے جتنا پانی ہم استعمال کر رہے ہیں زیادہ سے زیادہ پانی ہمارا evaporate ہوتا ہے فصلوں کو اتنا پانی نہیں مل رہا ہوتا ہے۔ کچھ حصہ تقریباً تیس پر سوٹ سے بھی کم شاید جو انہوں نے بتایا ہے کہ یہ پانی ہم استعمال کرتے ہیں جو ہمارے crops کے استعمال میں آتا ہے باقی تھوڑا بہت پانی ریتچارج ہو جاتا ہے۔ اور پانی ہمارا آؤٹ ہو جاتا ہے۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے

کہا کہ zee-zag کے نام سے انہوں نے کہا کہ زمین کے اندر ہم ایریگیشن کا سسٹم ڈالیں۔ ہم اس قرارداد میں ڈالنی ہے وہ یہ ہے کہ نہ صرف ہم dams کی قرارداد کو منظور کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ storage dams بنیں پہاڑیوں پر ہمارے کوئی ساٹھ سال سے پہلے، میں یا چھپیں سال پہلے ہماری پہاڑیوں پر ان کوئی کی پہاڑیوں پر مختلف جگہوں میں pits بنائے گئے تھے۔ تو ایک چیز جو ہم نے اس قرارداد میں ڈالنی ہے وہ یہ ہے کہ نہ صرف ہم slope پر جو پانی برستا ہے آتا ہے وہ اپنے ساتھ مٹی بھی لائے، اُس مٹی میں دو تین سال کے بعد ان میں وہ ختم ڈالتے تھے وہاں پودے اگتے تھے۔ دوسرا جو سب سے بڑا کام ہمارا جو pollution کے حوالے سے ہے بدقتی سے ان تیس چالیس سالوں میں یا پہنچتا ہے میں سب سے زیادہ ہم نے de-forestation کی تھی۔ اور IC کے ساتھ ساتھ بہت سارے علاقے جیسے ہم نے کہا کہ اگر یکچھ کے ساتھ ساتھ ہمارا مویشی born, مویشی livestock ہماری اکانومی کا back-bone رہا ہے۔ ہم نے overgrazing کی نتیجتاً ہماری وہ جو ایک صورتحال بن رہی ہے۔ ایک طرف تو ہماری grazing-land جو تھی وہ ساری کی ساری ختم ہوئی جس میں بارش کو attract کرنا تھا وسری طرف ہم نے de-forestration کی جس کی وجہ سے بارش نبنتا کم ہو رہی ہے ہوا کو بادلوں کو weight نہیں دے رہے ہیں جس سے بارش بر سے۔ اور تیسرا طرف ہم کوشش لائیواٹاک کا جو ہمارا پیڑیں ہے جو ہم غربیوں کے لئے راستے ہے آمدن کا وہ بھی ہم ختم کر رہے ہیں۔ تو بہت ساری چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر ہم comprehensive طریقے سے دیکھنا ہے اور اُس کو ہم نے ایک بہت اچھی قرارداد پاس کرنی ہے اُس کو لے جانا ہے۔ دوسرا طرف سردار صاحب نے جو بات کی ہے تو شاید اب وہ سیٹ پر بیٹھے نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ قرارداد کا کوئی سردار صاحب نے بھی یہی بات کی کہ قرارداد کی وہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں اگر ہم یہی ایک صورتحال جیسے آپ فرمائی تھیں اگر ہم ایک implementation کمیٹی بناتے ہیں تو وہ resolutions جو ہمارے ہاں بلوچستان اسمبلی میں پاس ہوتی ہیں بلوچستان کے حوالے سے بھی ہوں اور فیڈرل کے حوالے سے بھی جہاں جہاں ہماری ضروریات ہیں ہم جو بھی قرارداد پاس کرتے ہیں اُس کی باقاعدہ tracking ہونی چاہیئے کہ کہاں پہنچی ہے اور اُنکا کیا جواب مل رہا ہے۔ بہت شکریہ میدم اسپیکر۔ میدم اسپیکر: یقیناً یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اور یقیناً جہاں پانی نہیں ہے۔ تو زندگی پانی سے

ہی ہے اور تمیں جو میرے معزز اراکین نے implementation کی طرف توجہ دلائی ہے۔ تو میں کہوں گی کہ implementation کے حوالے سے کیونکہ as a member بھی جب میں یہاں تھی تو تمیں بہت محسوس کرتی تھی کہ ہماری قراردادوں کا یہ حشر ہوتا تھا۔ تو میں نے اُسی وقت یہ decision کہ میں ایک اسٹینڈنگ کمیٹی بناؤں گی implementation on the resolutions regarding federal and provincial. بنانے کیلئے قانونی اُسکی ضروریات ہوتی ہیں وہ میں نے اُسکو پورا کر لیا ہے اور انشاء اللہ جلد ہی کمیٹی بن جائیگی اور وہ کمیٹی کا کام صرف یہ ہو گا کہ ہماری جو resolutions یہاں سے پاس ہوتی ہیں۔ کہ جی ہم یہاں اتنا بولتے ہیں اور وہی ”گفتن شنیدن بر خاستن“ والا مسئلہ نہ ہو بلکہ جن کیلئے ہم یہ صحیح رہے ہیں اُن تک یہ بات پہنچ۔ تو یہ کمیٹی میں بہت پہلے سے اُسکی ضرورت کو محسوس کرتی تھی اور انشاء اللہ جلد ہی آپ سنیں گے next session میں انشاء اللہ کہ یہ کمیٹی کی تشکیل ہو گئی ہے اور اُسکے بعد پھر ہم یہی کمیٹی آگے ہماری کی implementation resolutions کیلئے وہاں فیڈرل میں بات کر گئی۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ قرارداد ہمارے تمام ممبرز نے کہا کہ انہتائی اہمیت کی حامل ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 96 منظور کی جائے؟ اسکو مشترکہ قرارداد کی صورت میں اور جو بھی تباویز سردار صاحب نے modification کے ساتھ، مشترکہ قرارداد نمبر 96 منظور ہوئی۔

نصر اللہ خان زیرے صاحب! اپنی قرارداد نمبر 97 پیش کریں۔ چونکہ محرک آج نہیں آئے ہیں تو یہ قرارداد بھی آج پیش نہیں ہو سکتی۔ تو اسکو ہم defer کرتے ہیں۔ نہیں جو چیز ہو گئی ہم وہی کریں گے صرف ایسے ہی صرف گفتن شنیدن کیلئے نہیں ہو گی کوئی point ہو گا ضرورا جلاس چلا کیں گے۔ جی شاہدہ رووف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رووف: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ میں نے آج صحیح ایک تحریک التواجع کروائی تھی پانا مالکس کے حوالے سے اور وہ میری تحریک آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع بھی ہو گئی تھی اور مجھے کہا گیا تھا کہ وہ آج ٹیبل بھی ہو گی۔ کیونکہ اس وقت جیسے کہ آپ کے بھی علم میں ہے کہ اس کی وجہ سے ملک کے اندر ایک بحرانی کیفیت پائی جاتی تھی۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک ایسا فلور ہے کہ جس کے اوپر ہم اس چیز کو ڈسکس کر سکتے ہیں اور اسمبلی کی کارروائی کو روک کر کے ہمیں اس کو ڈسکس کرنا چاہیئے تھا کیونکہ جس طرح کے ایشور اور الازمات ہیں تو میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ یہ تحریک التواجع کیوں ٹیبل نہیں کی گئی ہے؟

میڈم اسپیکر: ایسا ہے شاہدہ صاحبہ ایک ترویز کے مطابق وہ اتنا ہم نوعیت کا پتہ نہیں کیا ایسا ہو گیا کہ ہم اس کو

روک کر کے وہ کریں۔ تو ایک مرتبہ وہ رولر کے مطابق نہیں ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس پر چونکہ کل پرائم فنڈرنے باقاعدہ اس پر قوم سے خطاب کیا اور اس کے بعد انکوائری اپنے آپ کو اخساب کے لئے پیش بھی کیا اور جتنے بھی دوسرے ممبرز ہیں۔ اور چونکہ اس پر انکوائری کمیشن بن چکا ہے تو اس لئے اس تحریک التوا کو پیش نہیں کیا گیا تھا تحریک التوا نہیں ہے۔

محترمہ شاہدہ رووف: یہ بہت ہی اہمیت کا معاملہ ہے۔

میڈم اسپیکر: روز کے مطابق کہ اس کو روک کر کے

محترمہ شاہدہ رووف: میں ایک سوال پوچھوں گی صرف اپنی انفارمیشن کے لئے اگر آپ مجھے اس میں گائیڈ کریں اور میرے منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی گائیڈ کریں کہ یہ ایسا کون سا اہم نوعیت کا مسئلہ تھا جس کے لئے پنجاب اسمبلی کو قرارداد لانی پڑی اور آپ کو پاس کرنی پڑی۔ اگر آپ کی نظر میں یہ اہمیت کا مسئلہ نہیں تھا تو پنجاب میں کیوں۔ آج یعنی کہ اسکے حق میں انکو قرارداد پیش کرنی ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔

محترمہ شاہدہ رووف: کوئی اللہ کا نام لے کہ وہ اہم مسئلہ ہے جس میں ہیجانی کیفیت آپ کے مک میں جس نے بنائی ہوئی ہے اور آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ کوئی اہم نوعیت کا مسئلہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ کا پوائنٹ آگیا ہے تو یہ منسٹر صاحب اسکا جواب دے دیں گے۔ جی منسٹر لاء۔

وزیر یقانون و پارلیمانی امور: یہ اہمیت کا مسئلہ نہیں ہے میں خواہش کروں گا میڈم شاہدہ صاحب سے کہ اگر ہم اس مسئلہ کو آج اٹھاتے ہیں ہم خود ہی واپیلا کر رہے ہیں ایک ایسی چیز کو پرائم منسٹر کے لئے یا فیڈرل گورنمنٹ کے لئے یا اپنی حکومت کے لئے ہم خود ہی ایک پریشانی پیدا کر رہے ہیں اس قسم کے مسائل میرے خیال میں طے ہونے دیں اگر settle ہو جاتے ہیں بحث کر سکتے ہیں بعد میں بات کر سکتے ہیں۔ تو اس میں میرے خیال میں اتنی ضرورت نہیں ہے کہ آج ہم اس پر بحث کریں۔

میڈم اسپیکر: جی عبد الرحمن کھیتان صاحب۔ چونکہ اس پر انکوائری کمیشن بن چکا ہے اس لئے انکوائری کمیشن بن گیا ہے۔

محترمہ شاہدہ رووف: انکوائری کمیشن وہ کن کا بنار ہے ہیں؟ ریٹائرڈ جز کا۔ ہر بندے کو یہ پتہ ہے یہ اس طرح نہیں ہوا کرتا۔

میڈم اسپیکر: شاہدہ صاحبہ! آپ اس پر نہیں کہہ سکتیں کہ کس کا بنار ہے ہیں کس کا نہیں بنار ہے ہیں وہ تو

اُس کا prerogative ہے کہ وہ بنائیں۔ یہ سارے اخباروں میں آگیا ہے مختصر مدد آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ جی سردار عبدالرحمن کھیتر ان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان: میں تو اس تحریک التوا کے بارے میں توبات نہیں کروں گا لیکن اسی پونکٹ پر میں تھوڑی تی گزارش کروں گا۔

میدم اپسیکر: نہیں آپ صرف اس تحریک التوا پر بات کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان: نہیں تحریک التوا تو آپ لای ہی نہیں ہیں نا۔ تحریک التوا تو آئی ہے نہیں اور اُس پر بحث ہی نہیں ہے۔ تو میں یہ جو پونکٹ آف آرڈر پر ہوں۔

میدم اپسیکر: جی جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان: میدم اپسیکر! یہاں پاکستان کی تاریخ میں یہ ایک عجیب سلسلہ ہے اٹھارہ بیس کروڑ عوام ہیں بلکہ ایک صحافی کہہ رہا تھا کہ جس دن ہم یہ چسکہ والی خبر نہیں لگائیں تو ہمیں مزہ ہی نہیں آتا۔

تو مجھے سمجھنہیں آتی ہے خاص کر کے میں میدیا کی بات کروں گا۔ ہر چیز کو اتنا وہ جاسوئی بنا دیتے ہیں جیسے کہ جاسوئی ناول ہم پڑھتے تھے ایک قط ختم ہو جاتی تھی تو پھر اگلے مہینے ہم، وہ ہم اپنی اسٹوڈنٹ لائف میں، پھر وہ بیس روپے جمع کر کے بیٹھتے تھے کہ کب وہ آئے گا تو ہم اسکی دوسرا قحط ”صدیوں کا بیٹا“، اور پتہ نہیں کیا وہ سسپنس ڈاچسٹ میں ہوتے تھے۔ اب یہ پانامہ پر میں تھوڑی سی بات کروں گا میدم اپسیکر! کہ ایک چیز

پانامہ لیک کے نام سے ایک شو شہ سمجھیں ایک سلسلہ سمجھیں یا جو بھی تھا وہ چھوڑا گیا پاکستان کے حوالے سے آپ جب بھی ٹوڈی کے کسی بھی چیز میں جائیں یہی چیز ڈسکس ہو رہی ہے میں جیرا ہوں پھر اس میں قانون داں، law اس نے بھی پڑھا ہے آپ نے بھی LLB کی ہوئی ہے میدم اپسیکر! ایک چیز آپ کے ملک کے ساتھ اسکا link ہی نہیں بتتا ہے اُس کو میدیا بیٹھ کر کے صبح شام اس پر اینکر زبھی آ رہے ہیں تبصرہ کرنے والے بھی آ رہے ہیں Law experts بھی آ رہے ہیں۔ باقی میں صرف، میں favour کی بات ہی نہیں کر رہا ہوں میں ایک جزل بات کر رہا ہوں۔ حسن نواز اور حسین نواز کا مسئلہ ہوا۔ وہ resident ہی نہیں ہیں آپ کے ملک کے۔ وہ ایک ڈکٹیٹر کے زمانے میں وہاں سے شفت ہو گئے وہ سعودی چلے گئے سعودی سے انہوں نے اپنا برنس انگلینڈ شفت کیا UK شفت کیا۔ well and good. بات یہ ہے کہ یہ پاکستان میں کس لئے ڈسکس ہو رہا ہے میرے بچے ہیں اگر وہ کوئی گناہ کرتے ہیں کوئی ثواب کرتے ہیں وہ اُنکا کھاتہ ہے میرا اُس سے کیا واسطہ ہے independent ہے۔ انہوں نے

سعودی میں بھیک مانگی، ڈاکہ ڈالا، جیب گترے بننے یا بنس کیا۔ پیسہ بنایا پیسہ بنایا کر کے انگلینڈ شفت کیا۔ وہاں وہ پر اپرٹی لی برس کر رہے ہیں سلسلہ کر رہے ہیں۔ ہاں اگر پرائم منستر، میں پرائم منستر ہی نہیں کہوں گا نواز شریف کہوں گا۔

میڈم اسپیکر: وہ پرائم منستر ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میں وہ بنس point of view سے کہہ رہا ہوں۔ میں کوئی شک نہیں ہیں وہ پاکستان کے پرائم منستر ہیں۔ برس point of view سے وہ، کمیش بن گیا یا نہیں بن گیا انہوں نے announce کر دیا۔ وہ کہتا ہے کہ میرا کیا لئک ہے۔ اگر انہوں نے کوئی کرامم کیا ہے سعودی میں تو سعودی گورنمنٹ انکو پکڑے اُنکے اپنے Laws میں بیٹھ کر کے منی لانڈرنگ کی ہے۔ وہ ریزیڈنٹ ہیں انگلینڈ کے۔ برٹش گورنمنٹ کی کہ وہ انکو پکڑے کہ تم نے یہ کہاں کر پشن کی ہے منی لانڈرنگ کی ہے ڈاکہ ڈالا ہے کیا۔ میں ایئر پورٹ پر جا رہا تھا، واپس آ رہا تھا دھی سے۔ میرے پاس درہم تھے ڈال رز تھے۔ مجھے انہوں نے روک لیا کہ جی آپ اس ملک سے یہ ڈال رہا تھا لے جا رہے ہیں درہم کہاں ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اپنے خرچے کے لئے لا یا تھا اور فلاں فلاں میرے دوست ہیں انہوں نے مجھے دیئے۔ انہوں نے مجھے باعزت طریقے سے بھایا۔ حاجی احمد خان بزرگی کے ساتھ رابطہ کیا۔ اُس نے کہا کہ جی میں نے دیئے۔ انہوں نے مجھے باعزت طریقے سے کلیئر کر دیا۔ اب یہ ایشو ہی پاکستان کا نہیں ہے۔ نواز شریف کا ایشو ہی نہیں ہے میں اپوزیشن کی طرف سے کہتا ہوں اپنے علم کے مطابق یہ کہتا ہوں کہ چھ مہینے سے زیادہ جو باہر ملک میں رہے گا وہ اُس ملک کے قانون کا پابند ہے یہاں کا ریزیڈنٹ ہی نہیں ہے۔ اُس پر یہ چیزیں یہاں لا گوئی نہیں ہوتیں۔ اب میں حیران ہوں کہ میڈیا نے اسکو، لوگ پہلے ہی ذہنی طور پر مہنگائی، بھلی کا نہ ہونا، نارگٹ ٹنگ، دھشتگردی ان چیزوں سے آدھے پاگل ہو چکے ہیں۔ اور مزید روز رو زایک اسکینڈل آ جاتا ہے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ٹی وی کے سامنے مُنہ کھوں کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ صبح کو walk ختم نہیں ہوتی ہے میں بھاگتا ہوں کہ اخبار آ جائے کہ آج کیا چکے والی بات ہے۔ تو میڈم اسپیکر! جہاں تک ان کی تحریک التوا کا سوال ہے وہ آپ Law کے مطابق جو بھی آپ نے فیصلہ کرنا ہے اُس پر میں نے اپوزیشن کی طرف سے واک آؤٹ کرنا ہے یا جو بھی کرنا ہے وہ ہم ہیں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوں۔ لیکن میں اس پر روشی ڈال رہا تھا کہ یہ ایشو ہی پاکستان کا نہیں ہے اس پر کمیش بنانا ہی غلط ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ اس پر کمیش بنانا غلط ہے کس چیز کا کمیش بنانا رہے ہیں جب ایک آدمی کا نام ہی نہیں ہے۔ آپ کا پاکستان کا law یہ کہتا ہے کہ میرا ایک کیس میں نام ہی نہیں

ہے آپ مجھے کہیں کہ آئین تفییضی کے سامنے پیش ہو جائیں۔ یا مجھے کہیں کہ جی آپ چلیں جیل میں بیٹھ جائیں۔ یا آپ کے والد مرحوم نے کیا تھا یا آپ کے بیٹھ کر رہے ہیں۔ بھتی میرا اگر نام ہے تو میں تابعدار۔ اب وہ میاں صاحب کو پڑھنے ہیں کیا ہوا کہ اُس نے فوری طور پر قوم سے بھی خطاب کیا کیمیشن بنانے کا اعلان بھی کر دیا رہا۔ جو اس ملک کا ججز ہیں یا حاضر سروں جو جز ہیں بتاہی نہیں ہے میڈم اسپیکر! میں یہ قانون کے مطابق کہہ رہا ہوں کہ جو اس ملک کا ریزیڈنٹ نہیں ہے اُس پر یہاں کا قانون لاگو ہی نہیں ہوتا۔ ہاں اگر نواز شریف نے کرپشن کی ہے اُس کے لیے کیسز کرپشن کے یہاں، اب عمران خان کو بہانہ چاہیئے وہ سریوں یوں ہلاکے ہاتھ یوں یوں کر کے اُسکو تو موقع ہی چاہیئے کہ میں نے کیا کرنا ہے اب وہ سیاسی طور پر اپنی موت مر گیا ہے کبھی نہیں غلط قسم کے، ہمارے حضرت مولانا نفضل الرحمن کے بارے میں غلط قسم کے اُس کے ریمارکس ہوتے ہیں۔ کبھی کیا بکواس کرتا ہے، میں بکواس بولوں گا غیر پار لیمانی الفاظ ہیں نا۔۔۔ (مدخلت) بی بی یا سمین مجھے بات ختم کرنے دیں۔

میڈم اسپیکر: یا سمین لہڑی صاحبہ! چونکہ تحریک التوا پر،

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں سردار صاحب! وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ تھوڑا مختصر کر دیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: last مختصر کر رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ عمران خان کو کوئی موقع نہیں، اب جمہوریت آئی ہے تین سال اُس نے ابھی تک مکمل نہیں کیے ہیں ابھی وہ کبھی وہ کبھی دھرنے کی صورت میں کبھی کس صورت میں کبھی کس صورت میں، وہ اس سسٹم کو wind-up کرنا چاہتا ہے وہ جمہوریت کا قاتل بننا چاہتا ہے۔ تو ہم اس چیز کا کبھی بھی ساتھ نہیں دیں گے۔ ہاں نواز شریف نے کرپشن کی ہے میں نے کرپشن کی ہے آپ نے کرپشن کی ہے اس نے کرپشن کی ہے یہاں law ہے نیب ہے ایٹھی کرپشن ہے الیف آئی اے ہے پچاں ایکنسیاں ہیں۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ جی بڑے فوٹو گا کر کے ”کہ جی نواز شریف نے یہ کیا ہے“، بھتی نواز شریف کے بیٹوں نے اگر کیا ہے تو انکو گورنمنٹ آف انگلینڈ پہنچانی لگادے، thank you very much.

میڈم اسپیکر: جی یا سمین لہڑی صاحب۔ آغا لیاقت صاحب! پہلے میں آپ کو فلور دیتی ہوں پھر یا سمین لہڑی صاحبہ کو۔

آغا سید لیاقت علی: مادام اسپیکر! میں گزارش کروں گا کہ میں بھی اتنا ہی ٹائم لوں گا جتنا سردار صاحب نے لیا ہے اگر آپ اجازت دیں۔

میڈم اسپیکر: جی جی پلیز۔

آغازیں لیاقت علی: عرض یہ ہے کہ یہاں پہلے سیشن میں میں نے تقریباً اس ہاؤس کی توجہ بلوچستان کے کچھ dues یا جو کچھ تھے۔

میدم اسپیکر: آغازیں لیاقت صاحب! آپ پہلے اس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

آغازیں لیاقت علی: نہیں نہیں اس پر نہیں۔

میدم اسپیکر: اس پر جوبات کریں گے اُس کے بعد پھر میں آپ کو فلور دیتی ہوں۔

آغازیں لیاقت علی: اس پر تو محترمہ کوئی بحث ہی نہیں ہے۔

میدم اسپیکر: نہیں کچھ ممبر زاس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی یا سینہن اہڑی صاحب آپ۔

محترمہ یا سینہن بی بی اہڑی: میدم اسپیکر صاحب! میں یہ بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر میرے خیال میں بات ہو چکی ہے وہ تحریک التواجع ہی نہیں ہوئی ہے اور ہم صحبت ہیں کہ وزیر اعظم صاحب نے اگر خود ہی اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کر دیا ہے تو اس سے زیادہ بڑی بات نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر یہاں اسیبلی کا اتنا valuable time ہے اُس میں اُسکا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے جو ایشور ہیں مسائل ہیں جو کہ فوری نوعیت کے ہیں، ہم انکو ایڈریس کرنا چاہ رہے ہیں سب سے بڑا مسئلہ آج کے اخبار میں یہ آیا ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ صحبت پور میں ایک بہت ہی اچھے شریف سو شل اور پٹیکل ور کراچی خان بلیدی کے گھر پر انتظامیہ ڈی سی کی طرف سے چھاپ پڑا ہے۔

میدم اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ چونکہ تحریک التوا پر محترمہ نے، تحریک التوا پر اس معاملہ پر چونکہ وفاقی حکومت نے انکو اڑی کمیشن قائم کر دیا ہے لہذا اسیبلی قواعد کے قاعدہ نمبر 73 کے تحت اس تحریک التوا کو ناقابل غور قرار دیا گیا ہے اور اسکے اپوزیشن لیڈر کی جو comments ہیں اُس پر، اور قاعدہ نمبر 73 کے تحت یہ قبل غور نہیں ہے۔ اسلئے اسکو ایوان میں نہیں لایا جا سکتا۔ جی آغازیں لیاقت صاحب۔

آغازیں لیاقت علی: میدم اسپیکر! اس ہاؤس نے تین قراردادیں منظور کر دیں جن پر آپ نے ایک رولنگ بھی دی تھی کہ آپ ایک کمیٹی بنائی تھی کہ بلوچستان نے یہ جتنے بھی dues یا جو کچھ بھی ہیں فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ، اُس سے متعلق آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اُس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج میری نظر سے ایک اور بات گزری کہ بلوچستان روئیوا تھاری بنائی گئی ہے جو سیل ٹیکس کامیشن کے لئے اٹھا رہویں ترمیم کے بعد سیل ٹیکس کامیشن کرے گی اس پر۔ مادام اسپیکر! اس سلسلے میں تھوڑا پچھ منٹ زیادہ لوں گا کہ وہ یہ ہے کہ یہ خبر بھی میری نظر سے گزری کہ تین نام اس کمیٹی کے بلوچستان روئیوا تھاری جو بنانی ہے تین نام اس کے لئے

پروپوز کیتے گئے ہیں جس میں سے دونام ایسے ہیں جو ریونیو کے ساتھ انکا تعلق ہی نہیں ہے ایک تو یہ بڑی اہمیت کی بات ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے، سیکرٹری فانس تو ادھر تشریف نہیں رکھتے، انہوں نے کہا چیف منستر صاحب کے سامنے کہ جی ہم نے بڑے پیسے اس میں وصول کئے ہیں۔ جب میں نے دیکھا چیک کیا تو یہ وہ پیسے ہیں جو کارڈز پر ٹیکیوں ڈیپارٹمنٹ نے وصول کیتے ہیں یادہ ہیں جو گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے وصول کیتے ہیں وہ ایک ارب تھہتر کروڑ روپے ہیں وہ اس صوبے کے اکاؤنٹ میں جمع ہوئے ہیں۔ جبکہ ریونیوا تھارٹی نے اب تک اپنا پلان ہی نہیں بنایا ہے کمیٹی اتحارٹی ہی نہیں بنی ہے۔ اور اس اتحارٹی کا جو چیز میں ہے وہ ابھی تک انہوں نے appoint ہی نہیں کیا ہے۔ اور اس کے لئے کوئی رولزوضع نہیں کیے ہیں اور میری آپ سے یہی استدعا ہے کہ بلوچستان گورنمنٹ کو پابند کیا جائے کہ وہ ریونیوا تھارٹی کے چیز میں کے لئے اُس شخص کو لگائے جو کم سے کم جس کا ریونیو سے کوئی تعلق ہو نہ رکھ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک اہم مسئلے کی طرف۔۔۔ میڈیم اسپیکر: آغا صاحب! چونکہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ بتا دیں کیونکہ باقی ممبر زانتظار میں ہیں۔ جی۔

آغا سید لیاقت علی: بس صرف یہ ایک بڑا اہم پوائنٹ ہے شاید باقی ممبرز بھی میرے ساتھ متفق کر جائیں۔ پیشین شہر ہے جی ہمارے جتنے بھی ممبرز ہیں انہوں نے وزیر کیا ہو گا پیشین ریسٹ ہاؤس میں اکثر وہاں لوگ جاتے ہیں تقریباً سارے ممبرز وہاں میں سے آدھے ممبرز وہاں ہوتے ہیں تو ایف سی نے میں ایف سی کا اُس میں وہ نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن ایف سی نے، سردار صاحب بیٹھے ہیں وہ پچھلی دفعہ آئے ہوئے تھے وہاں بزرخو صاحب۔ ایف سی نے ایک چین لگایا ہے اس ریسٹ ہاؤس سے بہت پہلے جو سول روڈ ہے سول حکومت میں وہ روڈ سول ایڈمنیسٹریشن کے اندر آتی ہے ایف سی کا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے وہاں پوسٹ لگائی گئی ہے اور مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ اب ایف سی اس ریسٹ ہاؤس پر بھی قبضہ کرنا چاہتی ہے وہ اس طرح، سردار صاحب کو پڑھتے ہے کہ ہرگاڑی کو خواہ وہ منستر کی ہو خواہ جس کی بھی ہو اور وہ اُسکو روکتی ہے اور اس روڈ سے آگے اُسکو جانے کے لئے کہتی ہے۔ نمبر دو ایک اہم پوائنٹ ایف سی نے کیا کیا ہے کہ اس روڈ پر جچوٹی جچوٹی بچیوں کو جو اسکوں اور گرلز کالج بالکل اس روڈ پر واقع ہیں ان بچیوں کو بھی یہاں سے گزرنے نہیں دیتی کہتے ہیں کہ لمبارود اختیار کر کے چلی جائیں۔ ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ جہاں بلوچستان میں تعلیم عام کرنا چاہتے ہیں اس دوسری طرف ان کا یہ ہے۔ تو میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ اسیں پرمنی ایف سی کو یہ کہیں کہ جو سول حکومت میں جو سول روڈز پر انہوں نے چین لگایا ہے اس کو وہ remove کریں اور بچیوں اور بچیوں کو گزرنے دیا

جائے۔ بڑی مہربانی۔

میدم اسپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں کوئی ممبر جا کر کے اپوزیشن کو منا کے لے آئیں مہربانی کریں۔ جی میر حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی: میرے خیال سے میری بہن چاہتی ہیں کہ کسی ملک کے کسی اُس پر کسی ملک کے وزیر اعظم نے استعفی دیا ہے شاید وہ میاں صاحب سے بھی استعفی چاہتی ہیں۔

میدم اسپیکر: کسی کے چاہنے سے تو نہیں ہوتا۔ جی۔

میر حمل کلمتی: شکریہ میدم میں اپنے پواسٹ پر آتا ہوں جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہے کہ پوری دنیا میں اس وقت گوادر پورٹ، سی پیک، میگا پروجیکٹس اور پتھنیں کیا کیا باتیں ہو رہی ہیں کیا بننے جا رہا ہے یہ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ لیکن بد قسمتی یہاں پہنچ گئی ہے کہ میرے لوگوں کو گوادر کے عوام آپ سب کے علم میں ہے کہ اُس کھوسٹ لائن میں جو لوگ رہتے ہیں تقریباً چار پانچ لاکھ کی آبادی گذانی سے لیکر کے جیونی تک اُنکا ذریعہ معاش ماہی گیری ہے۔ کچھ لوگ مچھلی پکڑتے ہیں کچھ لوگ فریز نگ کرتے ہیں۔ کچھ ایکسپورٹ کرتے ہیں کچھ ٹرانسولٹیشن کرتے ہیں تو بہت سارے لوگوں کے روزگار اسی سے وابستہ ہیں۔ نوبت یہاں پہنچی کہ جب گوادر پورٹ بن رہی تھی تو جہاں پورٹ بنائی گئی وہ بریڈنگ سائینس تھا۔ اور وہاں ماہی گیروں کا جیٹی ہاربر بننا ہوا تھا۔

پورٹ بننے کے بعد وہ ہاربر گوادر پورٹ کو ماہی گیروں کا ہاربر دے دیا گیا پورٹ۔ چونکہ وہ پورٹ کے بالکل قریب تھا اور یہ کہا گیا کہ ماہی گیروں کے لئے جلد ہی قریب ہی کہیں ہاربر بنایا جائے گا۔ اس پر تو یہ صورتحال آگئی کہ اُنہوں نے پورٹ بنادی اب ویسٹ سائینڈ پر ایک روڈ بنارہے ہیں جہاں سارے لوگوں کا تعلق ماہی گیری سے ہے۔ اور وہاں چھوٹی چھوٹی بوٹیں وہاں ہاربر زندہ ہونے کی وجہ سے جب یہ روڈ زبن جائیں گی تو اُنکی بوٹیں اُس روڈ کے سمتیں سے نکلا کر کے نکڑے نکڑے ہو جائیں گی۔ تو اس سے تقریباً گوادر کے جتنے بھی لوگ جو پورٹ سٹی کے اندر رہتے ہیں اُنکے روزگار متاثر ہوں گے۔ تو اس کے لئے، دوسری بات پورے گوادر شہر کو کیونکہ وہ پورٹ ایریا میں آ رہی ہے اُس کی شفہنگ کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ میرے خیال سے دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا جہاں ترقی دی جاتی ہے سب سے پہلے وہاں کے لوگوں کے روزگار ان کی آبادی کو محفوظ کیا جاتا ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں تو لوگ پانی کے لئے رور ہے ہیں۔ روزگار اپنی جگہ پر، یہاں لوگ ایجوکیشن کے لے رور ہے ہیں روزگار تو اپنی جگہ پر۔ جب گوادر شہر ہی شہر کے لوگوں کو ہی نکالا جائے گا تو یہ ترقی کس کے لئے کی جا رہی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ترقی بلوچستان اور گوادر کے لوگوں کے لئے نہیں ہو رہی ہے صرف یہ

با توں کی حد تک محدود ہیں دوسرا بات وہاں ۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: حمل صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں آپ ترقی نہیں کر سکتے۔ آپ پوائنٹ پر بات کریں۔

میر حمل گفتگی: پوائنٹ پر ہی میڈم اسپیکر! میں آ رہا ہوں۔ گواہ کی ڈولپمنٹ کے نام سے وہاں land acquire کی جا رہی ہے۔ ایئر پورٹ اور کینٹ کے لئے نوہزار ایکڑز میں acquire کی گئی فری زون کے لئے تقریباً دوہزار ایکڑز میں acquire کی گئی آنکھ ٹرینل کے لئے ایک لاکھ میں ہزارز میں acquire کی جا رہی ہے اسی طرح ریلوے کے لئے الگ کی جا رہی ہے۔ نیوی کی زمین فری زون میں آ رہی ہے اُس کو الگ بارہ سو ایکڑ گورنمنٹ آف بلوچستان نے acquire کر کے دیتے ہیں۔ تو یہ جب ہماری زمینیں اور ہمارے گھر اور ہمارا روزگار ہی نہیں رہے گا تو یہ ترقی میرے خیال سے ہمارے لیے نہیں ہے تو آپ سے ریکوئیٹ ہے بلکہ جب یہ شہر بن جائے گا تو اس میں سننے میں آ رہا ہے کہ اگلے پندرہ بیس سالوں میں پانچ ملین پاپلیشن آبادی کی جائے گی تو اس میں تو ایک بہت بڑی demographic change آ رہی ہے تو اس کے لئے پہلے بھی پرائم منظر سے بھی ریکوئیٹ کی تھی پہلے بھی کہا ہے کہ demographic change کو روکا جائے اس میں گواہ کے لوگوں کے لئے ایک ایسی قانون سازی کی جائے کہ انکار روزگار بھی متاثر ہو اُن کی زمینیں بھی متاثر نہ ہوں اور گواہ کی ترقی کی بات ہو رہی ہے تو میرے خیال سے پہلا گواہ والوں کا حق ہو گا پھر بلوچستان کے لوگوں کا ہو گا پھر سارے پاکستان یا پوری دنیا کا چائینز جو آ رہے ہیں تو اس حوالے سے آپ سے ریکوئیٹ ہے کہ اس پر فوری طور پر ایکشن لیں۔ کیونکہ جب یہ پانچ لاکھ لوگ جب گواہ رٹی کے تو دو تین لاکھ لوگ جو ماہی گیری سے تعلق رکھتے ہیں یہ متاثر ہوں گے تو یہ کہاں جائیں گے۔ تو آپ سے ریکوئیٹ ہے کہ فوری اس پر ایکشن لیں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی شکریہ۔ جی یا سمین بی لہڑی صاحبہ۔

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: ایک بہت ہی اہم نویعت کا مسئلہ آج اخبار میں بھی آیا ہے ڈسٹرکٹ صحبت پور میں راحب بلیدی جو کہ سو شل اور پلٹیکل ورکر اور پیشہ کے لحاظ سے وہ وکیل ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ جو بلوچستان بارا یوسی ایشن کے وہ ممبر بھی ہے۔ ڈسی سی صحبت پور کی طرف سے اُنکے گھر پر چھاپہ مارا گیا ہے جو کہ چادر اور چارڈیواری کے تقدس کی پامالی ہے۔ اُس کا قصور یہ ہے کہ وہ چونکہ ایک وکیل ہیں اور وہاں حالیہ جو بھرتیاں ہوئی ہیں ای جو کیشن ڈیپارٹمنٹ میں اُس میں بے ضابطگیوں کے خلاف ایک کیس کو وہ ڈیل کر رہا ہے اور

وہ کیس ڈائریکٹلی ڈی سی کے اوپر ہے کہ انتظامیہ نے سندھ کے لوگوں کیلئے لوکل اور ڈو میسال بنا کر کے اُن پوزیشنوں پر بھرتی کروائی ہے۔ تو اب بھی یہی ہے کہ ڈی سی کی جانب سے pressure tactics کے طور پر اُس کو مختلف انداز میں تنگ کیا جا رہا ہے لہذا ایجوکیشن منٹر یہاں نہیں ہیں میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ایک انکوائری کمیٹی بنا کر کے اس کیس کی انکوائری کی جائے اور پلس جو ڈی سی کا انتقامی کارروائی کا انداز ہے اُسکا نوٹس لیا جائے۔ شکریہ۔

میدم اسپیکر: اس پر چیہر میں میں بُلا لوں گی چونکہ ہمارے منٹر نہیں ہیں اُن سے مشورہ کر کے پھر اُسی طرح اس کو آگے بڑھا میں گے۔ ٹھیک ہے۔ جی عبید اللہ بابت صاحب، منٹر فارست۔ میں نے تو پہلے کہا تھا کہ آپ میں سے کوئی جا کر کے انکومنا کر کے لے آئیں۔

جناب عبید اللہ جان بابت (وزیر امور حیوانات و ڈیمیری ڈویلمنٹ وجنگلات): اب یہ تو ایسے نہیں ہے ہر ایک کو یہاں اپنا کنٹننٹ نظریاً بیان کرنا چاہیے۔ اگر یہ جو ڈیشل کمیشن بھی ہے تو پنجاب میں بھی اس پربات ہو رہی ہے ان کو بھی یہ حق دیا جائے تاکہ اپوزیشن اور ہم ایک جمہوری طریقے سے ہاؤس کو چلا میں۔ انکو بھی یہاں بُلا نا چاہیے۔

میدم اسپیکر: جو قاعدے کے مطابق بنتی نہیں ہے چونکہ آپ کا کوئی انکوائری کمیشن بن جاتا ہے۔ تو اُسکے مطابق آپ کی تحریک التوانی نہیں ہے۔ بہر حال آپ لوگ اُن کو مُلا لیں لیکن ابھی اُس پر ورنگ آچکی ہے۔

وزیر امور حیوانات و ڈیمیری ڈویلمنٹ وجنگلات: ابھی یہ تو ساری دنیا کا مسئلہ ہے ہم لوگ بھی اس میں پڑ گئے۔ تو اُن کو ابھی بُلا نا چاہیے

میدم اسپیکر: بابت صاحب! آپ اگر جائیں اور اُن کو منا کر کے لے آئیں۔ جی آپ کسی کو ساتھ لے جائیں۔ جی شمینہ خان صاحبہ۔

محترمہ شمینہ خان: ابھی آغازیات صاحب نے جو بلوچستان روپیو اتحارٹی کی بات کی ہے بالکل بڑا یہ کنسنرنگ ایشو ہے۔ اسے میرا خیال میں شاید دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو رہا ہے لیکن یہ ابھی تک operative نہیں ہے تو اس بارے میں بلوچستان گورنمنٹ کی کیا پلاننگ ہے کب تک یہ activate ہو رہا ہے کیونکہ جو domain ہمارے پاس آگئے ہم شور تو کرتے ہیں کہ ہمیں خود مختار کیا جائے۔ تو جو domain ہمارے پاس آ جاتے ہیں اُس کی ذمہ داری ہمیں جلد سے جلد لئی چاہیے اور اس سے جو روپیو ہمیں ملے گا اس سے جو ہمارے بجٹ پر اثر ہو گا میرا خیال میں یہ بہت اہم ادارہ ہے تو اس پر ہماری گورنمنٹ کی

کیا وہ ہے پلانگ ہے اس کے بارے میں ہمیں بتایا جائے۔ اور دوسرا یہ اینڈونمنٹ فنڈ کے حوالے سے تھا اُس پر لاء کانچ کے پنسپل سے یہ پتہ چلا ہے وہ آتا تو پیونورٹی کے انڈر ہے لیکن اُس میں یہ بتا میں کہ جو 15-2014ء کے اینڈونمنٹ فنڈ کی طرف سے دیا جا رہا ہے اُس میں لاء کانچ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ تو اس بارے میں ابھی میرا خیال میں ہمارے منسٹر ایجوکیشن بٹھے ہوئے نہیں ہیں۔ لیکن یہ بھی پواسٹ ٹیبل ہے کہ کیوں انکو نہیں دیا گیا اور دوسرا اینڈونمنٹ فنڈ کے حوالے سے ہے کہ بیوٹمز کے بازی صاحب کی طرف سے پتہ چلا کہ جب کیسر ٹکر تھے وزیر اعلیٰ ہمارے باروزی صاحب اُس دور میں کوئی ایگر یمنٹ ہوا تھا لیکن اُس کے بعد فناں میں وہ اینڈونمنٹ فنڈ رُک گیا تھا۔ تو وہ بھی ہمیں تھوڑی اپکسلینیشن اُسکے بارے میں ہے پتہ چلتا چاہیے۔ شکریہ۔

میدم اسپیکر: شکریہ تمیینہ خان صاحبہ۔ ابھی پونکہ منسٹر نہیں ہیں جیسے ہی منسٹر آئیں گے تو آپ کے سارے پاؤنسٹس کو چیبر میں ہم ڈسکس کر لیں گے شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر کا portfolio چنج ہو گیا ہے تو وہ وہی جواب دے سکتے ہیں شکریہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 09 اپریل 2016ء بوقت شام 4 بجے تک کے لئے متوقی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 5: بجکر 28 منٹ پر انعقاد پذیر ہوا)

